# بفضل صانع ارض و سما و خلاق مکین و مکان

کتاب لاجواب از تصنیف شاعر شیریں بیان و ناظم یکتائی زبان شفقت حسین عرف

ابوالحاسن متخلص شمسی صانہ اللہ عن الشرور والحوادث

مسمے بہ

# ریاض شمسی

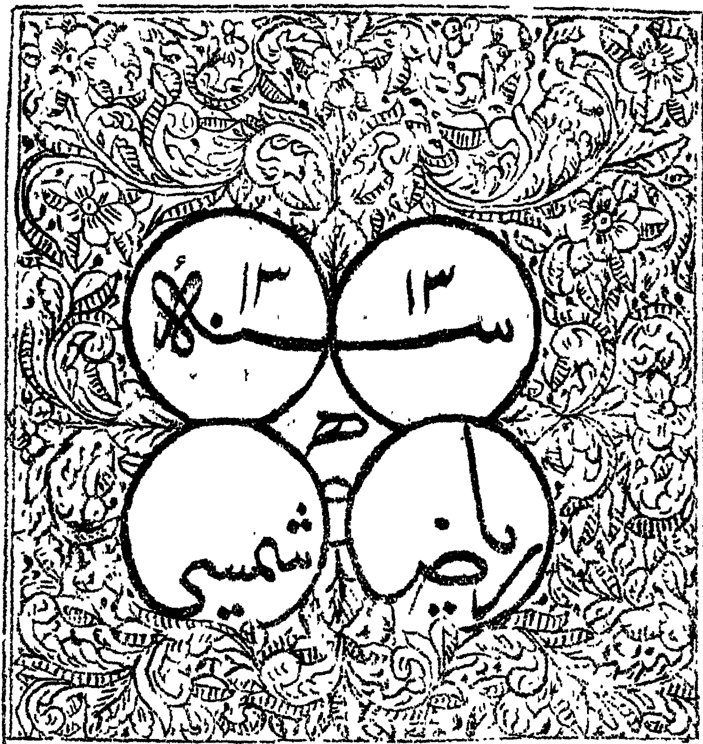




باہتمام بلیغ اعصر جہان ناچیز محمد علیخان عفی عنہ

در مطبع عزیز دکن واقع چھتہ بازار مقبول جہان شد

بفضل توانا مبرز نعمات خداوند همه گیر مکان




در مطبع غزنوی مقبول جهان شد




عرضداشت بخداوند خدایگان والاشان نیر سپہر برج کامگاری قافلہ سالار
میدان جلادت حدیقہ گلشن بختیاری انجمن آرائے بارگاہ جلالت فلک
اقبال مشتری خصال شمس اجلال فرخندہ مال آصف جاہ نظام الملک مظفر الممالک
فتح جنگ میر محبوب علیخان بہادر فرمانروائے اقلیم دکن ادام اللہ ملکہ و سلطنتہ

گل گلشن بخت و باغ بہار — سر سرفرازان عالی تبار

قدمبوس ہمت ظفر ہم رکاب — نقیب اوسکی شوکت علم آفتاب

قمر محفل آرا افلاک بارگاہ — کرم سلطنت اور انجم سپاہ

بشیر اوسکا اقبال و دولت وزیر — خرد اوسکے ناظم عطارد دبیر

فلک اوج ہمت سے اوسکی خجل — بساط کرم سے زمین منفعل

آلہی باقبال و جاہ و جلال — سلامت رہے تا صد و بست سال

سرافگندہ خامہ ہے تسلیم مین — مین ہیم مودب ہون تعظیم مین

پس از دست بستہ یہہ بیہودہ گو — بصد منت و عجز ہے عرض جو

کہ اے کوکب بخت و عشرت قرین — ہوا دام غم مین مین دربرزمین

بس اب سہتے سہتی ستم بیشمار — گیا دل سے اک بخت صبر و قرار

جگر خون و خون آہ و آہ آنکہ کی — بہا لیگئے اشک سے روشنی

مین کیا خستہ حالی کرون اب رقم — طریق مصیبت شریک الم

دل ناتوان پر پڑا بار سنگ — ہوا قافیہ روزمرہ کا تنگ

زبونی بخت اور قلم سخت ہے — لو قسمت کا مصرع بہی دو لخت ہے

مگر شکر ہے بعد مدت دراز — بامداد طالع ہوا سرفراز

رسائی ہوی بر در احتشام — کہ محفل مین جس درکے ادنی غلام

یقین ہی کہ بے عقدہ آئے مراد — کرے بخت تدبیر سے اتحاد

بس اے صاحب عقدہ مشکل کشا — سرافراز ہو جائے یہہ بینوا

پڑی لطف کی اس پہ اب اک نظر | کہ اوقات ناچین سے ہو بسر
ہوا جاتا ہے صبر بے تاب اب | کہ اب انتظاری مین ہون جان بلب
نہین بحر افلاس مین کوئی ساتہہ | وسیلہ بجز ذات رستم صفات
رہے سایۂ عاطفت مین غلام | دعاگو شہنشاہ کا ہر صبح و شام
الٰہی رکہ اونکو بگنج و حشم | باقبال و دولت بطبل و علم
حوادث زمانے سے بے غم رہے | مظفر و منصور دایم رہے



گذارندہ عرضی پر از رنج و شین
غمخوار دیرین شفقت حسین



مسدس در مدح خاقان عالی گہر سلطان بحر و بر مسند آرائی تاج و دیہیم

سلطان السلاطین شہنشاہ والا جاہ کیوان بارگاہ انجم سپاہ شاہنشاہان

زمین فرمانروائی اقلیم دکن نظام الملک آصفجاہ میر محبوب علیخان مظفر الممالک

فتح جنگ بہادر خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

اے فکرِ رسا ملکِ سخن خسروِ اقلیم
ہو قصرِ خیالی مین بر آئد پی تعظیم

خامہ ہو بصد عجز سر افگندۂ تسلیم
مضمون مین تخصیص ہو تقریر مین تعمیم

ہو لفظ مرصع سے ادا اندر سخن کی
اب بزم مین آمد ہے شہنشاہِ دکن کی

یہ بزم خوشی غیرتِ جمشید بنی آج
ہر ساغرِ مل ساغرِ امید بنے آج

ہر زہرہ جبین صورتِ ناہید بنی آج
ہر بزم نشین مطلعِ خورشید بنے آج

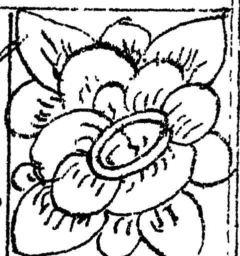
ہر شمع رواب روشنیِ طور ہو جل کر
تا سنگدل و سخت بنے موم پگھل کر

ہان مسندِ عزت پہ ہو خورشید جہانتاب
دستورِ معظم ہو قمر دانشِ اصحاب

اور شیخ اکابر بنے برجیس اولو الالباب
بہرام سپہ دار ہو مل رستم و سہراب

سر تا بفلک رایتِ اقبال کھنچا ہو
حیرت مین ہر اک صورتِ تمثال کھڑا ہو

کر طبع رسا سیر گلستان جنان کی | ہیچون تماشہ آج مین فردوس مکانکی
حالت وہ دکہائین شہنشاہ زمان کی | آصف کے بنی شکل سلیمان جہان کی



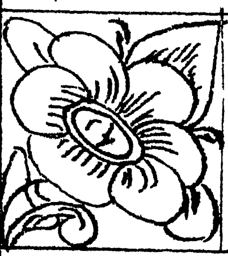
گذرا نہ خردمند کوئی پیر و جوان سے
نادر کو مطیع اپنا کرے سیف زبان سے



اس فہم و فراست کا تو انسان نہین ملتا | انسان تو کجا ہے کوئی سلطان نہین ملتا
مفلس نہین ملتا کوئی ذیشان نہین ملتا | دہونڈو تو جز آصف کے سلیمان نہین ملتا



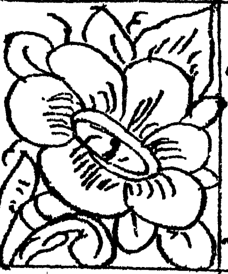
دم بند اسی پر ہے خردمند جہانکا
دانش سے لیا کام کمان تیر و سنانکا



اوس گلشن دانش کا یہ ذیشان شجر ہے | اوس تخم نکو کاشت کا سلطان ثمر ہے
اوس منبع الاوصاف کا خاقان گہر ہے | آصف کا یہ محبوب علی خان پسر ہے

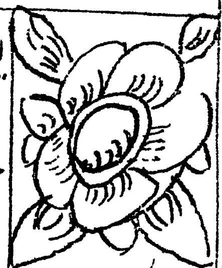


ہان تخم و شجر سب مین ثمر ہی تو ہی ہے
پیارے ہین سبھی نور نظر ہی تو ہی ہے

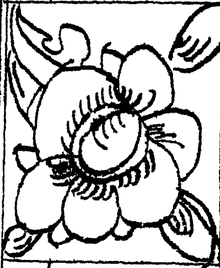


یہ جان جہان فخر سلاطین ہے زمن مین | پتلی ہے اگر چشم مین تو روح ہے تن مین

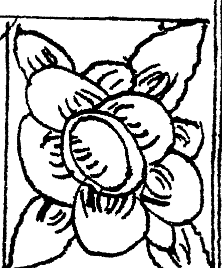
طوطی ہی گلستان مین تو شمشاد چمن مین — محمود اگر ہند مین محبوب دکن مین



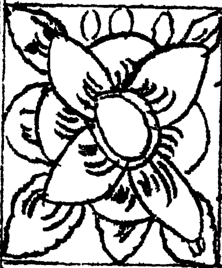
یون ظلم و ستم ہو گیا معدوم بہٹک کر
جون خار الم پائے تصور سے کہٹک کر



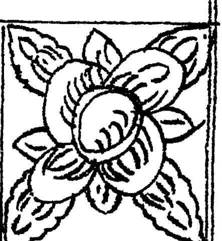
اقبال کمر بستہ اسی در پہ رہا ہے — خورشید چتر بن کے اسی سر پہ رہا ہی
اجلال خداوندی اسی گہر پہ رہا ہی — اور سکہ جہان گیری اسی زر پہ رہا ہی



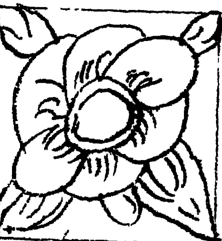
کیا شک و شبہہ اسمین کہ یہ ظل الٰہی
اقبال پہرا اوس سے کہ جو اس سے پہرا ہی



ناصر ہے غریبون کا شہ افضل و اعلیٰ — بیوا و یتیمون کا ہی پالنے والا
مان باپ کسی کا ہی کسی چاند اوجالا — ہے جاہ و حشم اسکا سکندر سی دوبالا



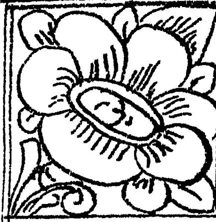
قایم ہے امان اس سے خرابات جہان مین
آسایش و آرام مکین کو ہی مکان مین



خورشید جہان تاب ہے یہ شاہ دل افروز — ہے خیرگی اعدا کے لئے دوست کو نوروز
شعشعہ ہے کہین اور کہین برق جہان سوز — اسکے لئے مرہم ہی تو اوسکے لئے دل دوز

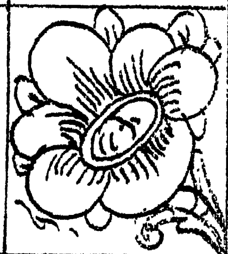


کیونکر نہ حسد ہو شہ خورشید لقا سے
جلتی ہے زبان شمع فروزان کی ضیا سے

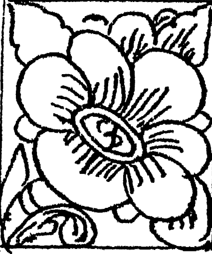


ہے فہم و فراست مین شہنشاہ یگانہ
اور نکتۂ باریک سے دانا ہو دوانا

حضرت کا سخن جلد سمجھتے نہین دانا
باتوین تو شیشے مین اتر جائے سیانہ



تقریر پرافسون سے مطیع اہل زبان ہون
شوریدہ اگر پیر تو گردیدہ جوان ہون



گذرا نہ جوان ایسا سلاطین جہا مین
جسکا کہ تصور ہو ہر اک طبع رواین

چرچہ ہو شجاعت کا بہم پیرو جوانین
کندہ ہو صفت دلمین ستایش ہو زبانین



وہ وصف پسندیدہ کہ دشمن ہین ثناگر
ملتے ہین تواضع پہ سر عجز جھکا کر

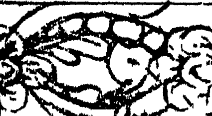


کسریٰ سے شہنشاہ کی عدالت کوئی پوچھے
حاتم سے شہنشاہ کی سخاوت کوئی پوچھے

ناقل سے شہنشاہ کی فراست کوئی پوچھے
ضیغم سے شہنشاہ کی شجاعت کوئی پوچھے



کامل ہے ہر اک فن مین استاد ہنر مین



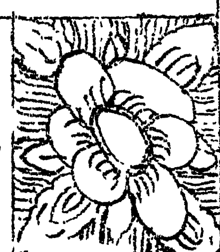
جوہر کو پرکھ لیتے ہین بادی نظر مین

اخلاق مجسم ہے شہا منبع الاحسان
یکتا ہے مروت مین تواضع مین ہے ذیشان
سلطان عرب مین ہے عجم مین یہہ ہے خاقان
جنات مین آصف ہے پریشان مین سلیمان




یہہ جاہ و حشم تو کوئی سلطان نہین دیکھا
آصف کے سوا عہد سلیمان نہین دیکھا

جب صید کا عازم ہوا سلطان ظفر ناز
بحری نر ہے بحر مین بر مین نرہا باز
شاہین کا دم بند تہا کنجشک کا آواز
بس مرغ قفس روح نے قالب سے کی پرواز

اژدر بن و در بند مین آ ناگ رہی تھے
اور شیر بھی سایہ سے نکل بھاگ رہی تھے

گذرے نہ کبھی مہتر پرستہ دالا کی نظر تک
جانبر نہو بندوق شرربار اثر سے
چہاتی پہ چڑہی اور نکل آئی جگر سے
بندوق ادہر سے چلی اور جان ادہر سے




اس برق سے بید رد کوہی دردہوا ہے
یہہ گرم ہوئی جب کبھی تن سرد ہوا ہے

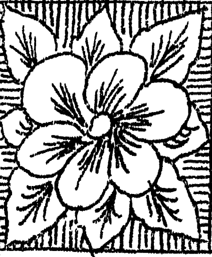
ہان دستِ شہنشاہ مین یہہ وہ ناگِ غضب ہے | ہر نال شرر بار ہے پر رنج و تعب ہے

یہہ لب لبی دشمن کے لیئے جان بلب ہے | بس صف شکن و شیر فگن اسکا لقب ہے



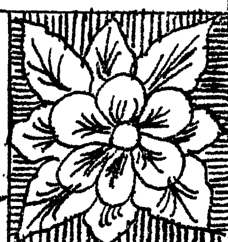
دو گھوڑے چڑھا کر جو یہہ چھاتی پہ چڑھی ہے

دشمن مین نہین دم کہ اجل سر پہ کھڑی ہے



جون رعد گرج جاتی ہے بجلی سے چمک کر | جنبش تو زمین کو ہوی صدمہ تو فلک پر

بے سر ہوا دشمن تو یہہ بندوق ہوی سر | بیجان ہوا شیر تو سلطان مظفر



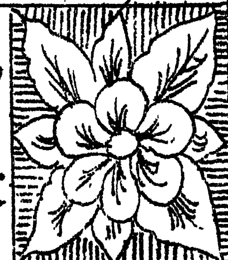
دو ایک قدم پیچھے یہہ چلتی ہے قضا سے

بے لاگ ہے شست اسکی ہر اک چوک و خطا سے



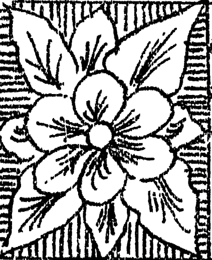
جو اسکی مقابل ہو تو بس جانکو کھو جائے | یہہ وہ ہے شرر آگ سے بے باک پہ ہو جائے

اس شکل اجل کو جو قضا دیکھ لے سو جائے | تصویر اگر موت کو دکھلاؤ تو رد جائے



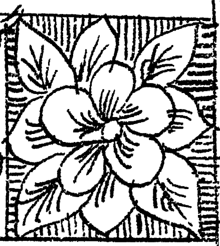
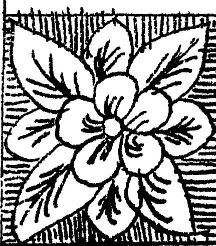
دہشت سے ہے دل انس مین جن خوف و خطر مین

خورشید مین زردی ہے سیاہی ہے قمر مین



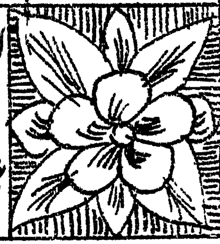
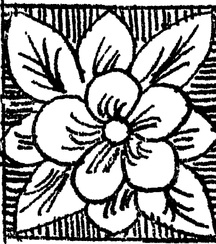
اک شیر نکل آیا کہین کان دبا کر | بس جان بچاتا وہ چلا آنکھ بچا کر

جب چار ہوے چشم و ہین شست ملا کر | اک ضرب لگائی اُسے بندوق جما کر

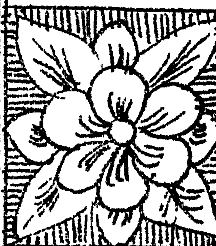
کہوڑا جو گرا گولی جگر چاٹ رہی تھی
اور رشتۂ انفاس قضا کاٹ رہی تھی

بندوق جو پھر آپ نے چھاتی پہ جمائی | اک شیر نیستان کو قضا گھیر کے لائی
اس آتش و دنال سے نے سر بھونکے کھائی | جان آپ نے لی خون تو گولی کو چٹائی

انسان کو سکتہ ہے ملایک پہ غشی ہے
۱۳۱۱ھ
بدخواہ کو ندامت ہے بھی خواہ کو خوشی ہے

بازوے شہنشاہ سے زبردست ہو زیر | ہاں صید یہی سال ہین چودہ ہین ہوی شیر
اے شمسی گستاخ نگر زیادہ الٹ پھیر | کہ ذات شہنشاہ کی توصیف سے ہے سیر

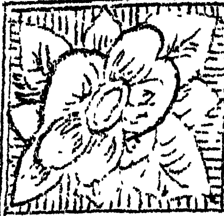



ہان حمد و ثنا اس سے زیادہ نہین درکار
کہ حق کا وہ طالب ہے خوشامد سے ہے بیزار

صد سال سلامت بکرامت رہے یہہ ذات | با طبل و علم حشمت و شوکت رہے یہہ ذات
با گنج و گہر افسر و دولت رہے یہہ ذات | با عظمت و شان تا بہ قیامت رہے یہہ ذات



نقشہ اسی خاک کا سرکشش سکے جبین پر
اور نام شہنشاہ کا کندہ ہو نگین پر



شاہان سلاطین ہو اور مالک اقلیم
پھر مرجع خلق اللہ ہو اور قابل تسلیم

زیبندہ اورنگ ہو اور زینت دیہیم
ذی حشمت و توقیر اور واجب تعظیم



سکہ چلے محبوب علی خان زمان کا —
بس شاہ دکن رشک ہو شاہان جہان کا



سامان جاہ و حشم و افسر و لشکر ہو مہیا
ہو زیب نگین ملک مظفر ہو مہیا

اکلیل نگین خلعت پر زر ہو مہیا
گیتی کے لئے زینت و سرور ہو مہیا



بس مالک اقلیم ہو اور شاہ زمین کا
دنیا مین چلے سکہ شہنشاہ دکن کا —



قصیدہ در مدح حضرت خاقان زمان نوشیروان دوران سریر آرائے دیہیم تاج
السلاطین آصف جاہ سادس نظام الملک ثانی مظفر الممالک فتح جنگ میر محبوب علیخان بہادر
لازال شمس اقبالہ طالعۃ وسیفہ ساطعۃ خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ

مسندآرای جهان گشت مرهم خاطر نگار / خستگان را مژده باشد که بهار آمد بهار

سرو قد تو نازنین آمد جگر فرخ نهاد / لرزه در میدان بیفتد که سوار آمد سوار

جو هراز صد آگهی خیره شد دست تیره گشت / خوان انجم از فلک بهر نثار آمد نثار

قصه دریادلی هرگز نگنجد در قیاس / که از آن قطره دریا بی شمار آمد شمار

صولت مدحت چنا در خاطرم افتاده است / که مضامین صف کشیده چون قطار آمد قطار

بارک الله منبع الاحسان واخلاق کرم / ذات والا مرتبت جائی هزار آمد هزار

مهر اخلاق صفات برگذشت از اوج شان / شهره آفاق تو در هر دیار آمد دیار

هیچ شک در دل ندارم که توئی فریادرس / چون خروشم که ببین حاجت برآر آمد برار

کس شنود این حکایت بر پی دیدار تو / مثل سیماب بخاطر بی قرار آمد قرار

گر بگوشش جنگجو نعره رعد آسا رسد / پای به سر تا بخانه اش فرار آمد فرار

یا الهی آن شه ذیجاه درین عشرت کده / شادمان باشد برو سال هزار آمد هزار

تیره بختی دست گیرد هر کسی بدخواه اوست / مهر انور طالع او چون نهار آمد نهار

ختم این چه گفتار پریشان است و نزل / لیک داری دم نشنه شاید بکار آمد بکار

## غزل

سراسر بکر ہی حسن اوس رخِ نیرنگِ پرفن کا
یہی دلبر ہوا ہی پیشوا گمراہ مدفن کا

کئی عاقل ہزاروں سامنی مجنون ہوی آخر
یہ ادنی شعبدہ تہا اوس پری کی سحر چتون کا

عجائب عشق ہی گل خود رقابت کا کرین دعوی
کہ لالہ بہی غم مین ہو کبودی رنگ سوسن کا

ادہر تو سخت جانی ہی ادہر سی سنگدل جانان
اثر آہِ جگر بہی عالم سوز ہی ان سنگ و آہن کا

اجل بہی ہم ستم کش بد نصیبوں سی گریزان ہی
لیا تہا سیف ہین مارے ہوا ہی قتل دشمن کا

یہ کالے جعد عنبر کے اثر سنبل کا رکہتی ہین
نہین ہرگز اترتا ہی چڑہا یہ زہر ناگن کا

کہان تہی بخت یہ کہ دشنہ پاسی فنا ملتی
ہوا پامال یہ بدبخت اوسکی نعل توسن کا

ہوی ہین شمسیہ اب قشقہ کش کب سلمان تہی
ابہی کل گاتے تہی اشلوک ہندو بت برہمن کا

## غزل

جب سی عاشق ہو گیا ہوں اوس رخِ مہتاب کا
رشک کہ بانِ جہان ہوں وہ الم احباب کا

جام دی ساقی لبالب وہ مئی گل ناب کا
منکشف ہوتا نشہ مین حال بحرِ خواب کا

کس طرح نکلی مضامین اس پریشان بحر سے
سطر جس کی جال ہو اور ہو صفحہ آب کا

لااف لفت جسنی مارے پیلیا جام فنا
تیغ تو سب مرچکے اب کل سفر ہے شتاب کا

یہ کہ طلسم حسن ہے بیمار اس کا ہے جنون
تا بمحشر خاک یہ تڑپیگا داخل باب کا

اشک رانی ہے مری گوہر فشانی دوستو
اندلون اخوان بنا ہون جن بلاغت تاب کا

مشک سے بھی سے نہ ہوش آیا مریض عشق کو
تیچ کیا جانے مسیحا غش ہے سنبل تاب کا

تتمیہ حکمت شرع الفت بیان ہے بحر مین
یہ سخن تاج سخن ہے دُر زبان نایاب کا

## غزل

سوز دل مرہم کے رکھنے سے فروزان ہو گیا
جب ہوا کافور بجز نار جوشان ہو گیا

سوختہ دل کی ترے جب سے اٹھی ہے آہ دل
دود شب مین خوف سے سورج بھی پنہان ہو گیا

جب لکھی مین نے صفت کچھ زلف پیچان کی تری
باغ مین پھر رشک سے سنبل پریشان ہو گیا

کیا غضب ہین پیچ کاکل کہان دل نہ چل سکے
کیسے بل کھاتے ہو ہو دانا بھی نادان ہو گیا

آس ہین بوسی کے عاشق تھا تمہارا جان لب
ہای آخر آج پر حسرت و ارمان ہو گیا

ایسے اشک مئے غم بجر الم سے لائی چشم
دیکھ کر دریا جسے سر در گریبان ہو گیا

اب تو راہ عشق مین گھل کے یہ حالت ہے مری
کہ مسافر گور کا دنیا کا مہمان ہو گیا

خط عارض نے تری پیچھا نہ چھوڑا بعد مرگ
ریزتی موران لحد مین لاشہ بیجان ہو گیا

کیوں جنوں نہ شمسی کچھ چھپکے بیٹھے ہو ہیں عشق کے
پہلی جھوک میں اجل کا سر و ساماں ہو گیا

## غزل

بس ہیں جو بن کے نیچے ہیں ناز و ادا کے ہیں
ہم تو اسیر چند ہیں زلف دوتا کے ہیں

الجھے ہوئے جو زلف میں ماہ لقا کے ہیں
حالے ہیں ماہ کے نہیں پالے قضا کے ہیں

بے منت و طلب جو تم آئے شب وصال
ای جان من اثر یہ ہماری دعا کے ہیں

بزم عدو میں جاتے ہیں اٹھتا نہیں قدم
دامن گرفتہ ہاتھ مری التجا کے ہیں

سرتا بپا وہ شوخ شرارت ہیں ہی بھرا
باتیں غضب کی ہیں تو جفائیں بلا کی ہیں

شوخی مگر بس اسے دل خانہ خراب جیب
پابند وہ صنم بڑے شرم و حیا کے ہیں۔

گر تشنہ خود وہ ظلم سرشت آپ ہوں تو کیا
پابند ہم بھی تو رہِ صبر و رضا کے ہیں

کوتاہ کرو نہ دستِ تظلم کو میرے جان
عادی ستم جو سہنے کے خوگر جفا کے ہیں

بے بس ہوئے جو لاکھ تو مجروح صد ہزار
اوسکے تو ناخنو میں ہنر دلربا کے ہیں

پیرو صحابہ کے مقلد ہیں آل کے
یہ خود بیان لب امت خیر الورا کے ہیں

خاموش شمسی اپنے زبان کو لگام دے
یہ یاد رکھ کہ کوئی ہوں بندے خدا کے ہیں

## غزل

ای ساقئ بزم طرب ہوں جان سب پیمان شکن
آگ مجھہ پہ یہ غیظ و غضب ہے شعلہ زن

ہے شادمان ہر اک بشر سرسبز ہے نخل شجر
اک میں ہوں تفسیدہ جگر و پستہ رنج و محن

ہے نبض کا چشمہ رواں سیراب ہیں خورد و کلان
لیکن ہیں اک ہوں تشنہ جان خشکیدہ لب تشنہ دہن

رکھتے ہیں غیار سیم و زر ہیں مالک گنج و گہر
ہم پھر رہے ہیں در بدر محتاج ہیں اہل وطن

اردو پڑھے ہیں سردار ہی ہر کام میں ہشیار ہیں
یان فارسی سے کار ہے عربی تو ہے مشق کہن

جو لوگ ہیں ذی عز و جاہ قانون ہی دستگاہ
جن کی ہے کچھہ حالت تباہ کیا جانتے ہیں علم و فن

حالت لکھی سب سر بسر ہے آپکے پیش نظر
ہے عرض جو یہ لوحہ گر دیکھیں یہ سلطان دکن

## غزل

واہ کیا طلعت دلکش ہے وہ ساحر چتون
ناز و انداز نرالے ہیں وہ بالا جوبن

ابھی معمار فصاحت کا بانا ہے مدفن
ناوک انداز ترے ہو دین چشم پر فن

قتل لاکھوں کو کیا تو نے ولاکھوں کو اسیر
زلف وہ تاتری مکار ہیں آنکھیں رہزن

دم گلگشت نظر گل سے ہوئی جو دو چار
تو طپانچوں سے ادا کے ہوئی نیلی سوسن

جسقدر جی مین آئی تیرے ستالے ظالم — دن قیامت کے مرا ہاتھ ہے تیرا دامن

نوحہ گر موج تلاطم جوش زن بحر اشک — ماتم شمسہ مین سیاہی بہہ بکاؤ شیون



## غزل



کناری ہوتی جاتی ہے نجات آہستہ آہستہ — بہی جاتی ہے کشتی حیات آہستہ آہستہ

نفس لہرین لیا کرتی ہے بحر نور ظلمت مین — دو دریا سے گذرتی ہے ثبات آہستہ آہستہ

بہہ ملاح قضا سوئے فنا کہتی ہے کشتی کو — کہان رہبر لئے جاتا ہے سات آہستہ آہستہ

خوشی ہے عمر گھٹنے کی خبر اسکی نہین کچھ بھی — کہ ہمکو کہینچ لیتی ہے ممات آہستہ آہستہ

اٹھی کس مصیبت سے ہوا ہجرت کا دن آخر — کہ پھر سر پر چلی آتی ہے رات آہستہ آہستہ

جوانی ڈہل گئی شوخی گئی پیری نے آ گہیرا — ہمین اب لینے آئی ہے وفات آہستہ آہستہ

فنا کے دوش پر حسرت کا سہرا باندہکر دیکہو — چلی جاتی ہے شمسہ کی برات آہستہ آہستہ



## غزل



نعرہ جو کرون آہ دل ستم سے نکل جائے — گیتی کو تزلزل ہو فلک پر ڈہل جائے

حسرت کا تقاضا ہے اب گور ہو جلد سے — امید کا کہنا ہے کہ بیمار سنبہل جائے

شعلہ ہے بھبوکا ہے سراپا وہ بت ناز | سایہ جو پڑے شمع پہ فانوس مین جلجائے

سمجھا ہمین منا ہین وہ کرین اولٹی خوشامد | گلگشت مین گلشن کے مرا دل جو بہل جائے

ای حور لقا و ای پری چہرۂ گلفام | لیلے ترے مجنون کو اگر دیکھ لے جلجائے

کس دن کی دعا مانگون مین کس رات کو رون | دن حشر کا ہے رات قیامت کی جو ٹل جائے

اوس شوخ سے کہدو کہ دم نزع نہ آئے | اوس طلعت زیبا پہ کہین دل نہ پھسل جائے

تسنیم ہے جو یہی شوریدہ سری طبیعت | سنکر یہ غزل عرق ندامت مین وہ گل جائے

غزل

کیا بتان خود غرض سے آشنائی کیجیے | درد دل کی خود غرض سے کیا دوائی کیجیے

ای دل ناداں نہ مانے کچھ بھی تو نے عقل کی | اب جنون مین آپ اپنے جگ ہنسائی کیجیے

دلربا ملین وہ دل لبر ہین دونون ہین رقیب | وصل کس سے ہو بھلا کس سے جدائی کیجیے

بستۂ زنجیر الفت ہون اسیر رنج و غم | سنگدل کے در پہ کیا خاک اب رسائی کیجیے

حسن دل آویز نے مجھکو کیا نیر اخلاص | اب برائی کیجیے یا کچھ بھلائی کیجیے

اقربا اپنے یا نہین جو ٹکر کرتا ہی کیا | مسکرا کر اچھا اچھا بے وفائی کیجیے

تسنیم یون تو یہان ایک کام بھی چلتا نہین | ہان مگر کچھ مسخری اور جہالی کیجیے

## غزل

ٹپکتے ہیں جو قطرے عرق کے گیسوئے جاناں سے
گہر دیکھو برستے ہیں پیاپے ابر نیساں سے

جھکے ہیں چاہ پر دیوانے اوس آشوب دوراں کے
عجب کیا جو نکل آئے ثمر اب چاہ کنعاں سے

شہید خنجر ابرو کو دفنا چشم حیرت مین
مرمو شکست ہو پوچھ اپنے خون آلودہ داماں سے

نظر بند آنکھ مین رکھتے کے دو کالو نسی ڈر اٹھے
نکل جاؤں سمٹ کر جسم ابھی ہستی کی زندانی

ہوا کی دست و پائی سے بکھرتے ہین ترے کاکل
پرخچے دھکے ہوتے ہین یہان زلف پریشانی سے

ہوائے کفر و غم کر اب بھر گئے ہر کا انسان
خدا یا لا نہ ڈالے شمسے اوس بے دین ایمان سے

## غزل

تغیر ہے رخ دلبر غم آتش نہانی سے
شمع رو بن گیا ظالم میری اخگر فشانی سے

کیا ہر چند سینہ مین شرار آہ دل مخفی
زراہ دید نکلی آہ صد آن لن ترانی سے

زیارت اوس مہ انجم کی سادہ رو نگر تادل
گہر مین رخ نگاری کو وہ نکلا انکسار نے سے

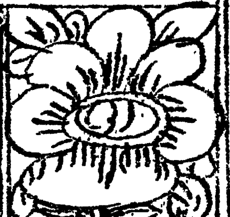
تمہاری عشرت ہر شب کے بدلے ہے فلک مجھے
وہ گردان گردش ساغر سے ہین دوراستمانی سے

نہ ہوگا ناتوان مجھ سا جہان مین اک دل بسمل
نہ چھیڑ کا خنجر بران تلے جانے لگے گرانی سے

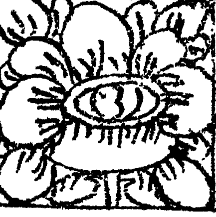
| | |
|---|---|
| مجھے وہ جان طلب بھی دیکھے بولے کیون نہین مرتے | پھر طعنے ہم سنا کرتے ہین اپنی سخت جانی سے |
| مرقع حسن کا ایسا ہوا ہی بحر مین زیبا | مخمسہ ہے نقش نقش و رنگ ہم بھرا دروانی سے |
| سنو شمسی بھلا اپنی تجھین کیون خود ستائی ہی | خلل آیا ردی مین قافیہ کی تنگ سامانی سے |

مسدس دربیان معراج خواجہ سرور دو عالم اشرف الانبیا فخر آدم جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ و علی آلہ و اصحابہ اجمعین

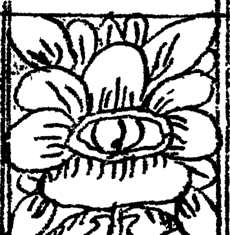
| | |
|---|---|
| ای خامۂ اعجاز کچھ اعجاز دکھا دے | اے مغنی الفاظ کوئی ساز سنا دے |
| ای لعبت مضمون کچھ انداز بتا دے | اے جوشِ طبیعت مجھے ممتاز بنا دے |



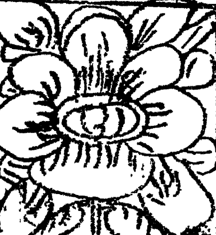
تقریر فصاحت و نزاکت سے بھری ہو
سیر تجھین اگر حور تو صورت مین پری ہو



| | |
|---|---|
| کھنچ جائے وہ نقشہ کہ ہو ہائی کو تحیر | ڈھل آئے وہ مضمون کہ ہو ہر دل کو تحسر |
| الفاظ مین معنی ہون وہ معنی مین تقریر | ہو غیر کے پر تو سے طبیعت کو تنفر |

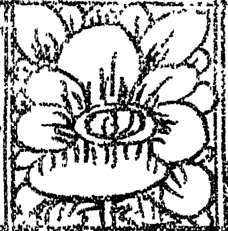


جو کچھ کہ کہون خاطر دلگیر سے نکلے
جانکاہ ہے دل سوزی و تدبیر سے نکلے

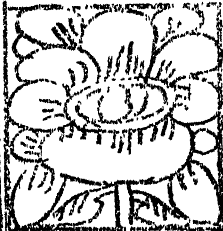


کھینچی ہے شمع کہ ہو چہرہ دیو منتشر
گلدستۂ مضمون سے دل و جان ہو معطر

ہر سطر ہیں بل کھائے ہوئے زلف مسلسل
ہر حرف درخشندہ ہو مشعل سے انور

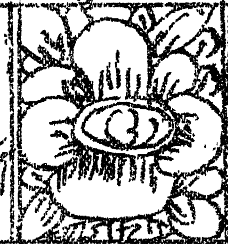


اتنی ہے یہ سنگینی عشق سے ہو حیران ہوں
چھپ چھپ کے ہو دین تو سکتے ہیں مکان ہوں

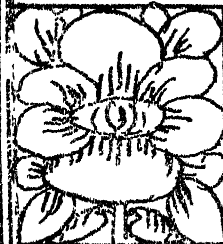


تحریر عبارت تری سنگین کی لڑی ہو
اقرار پہ سلاست کی چھٹی ... ہو

گلزار سخن پیش نظر ... ہو
سب ہاتھ دعا کا اٹھے تاثیر کھڑی ہو

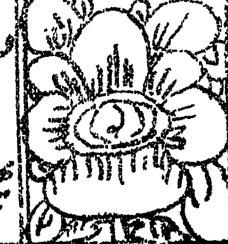


اے درد سخن سوز ہو ... کے جگر میں
آنسو جو بہیں دریا ہیں تو اخگر ہیں برہین

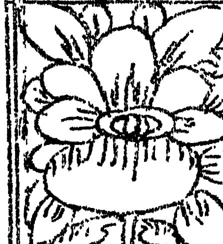


اے فکر خیابان تو حضور ہیں ہر حاضر
ہر بار سخن تازہ گلوں سے ہو معطر

گلشن سے مہک جائے تو بوئے ... اوفر
مستی میں لگیں جھومنے شمشاد و صنوبر

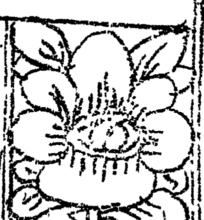


وہ نخل لگا دے تو گلستان جہان میں
پھل جس کا اثر بخشے مجھے باغ جنان میں

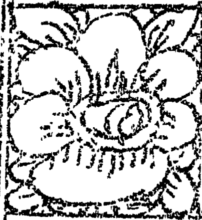


خوش خیال اب درِ شہوار ... ہے
تیرنگ سخن ملک گہر بار بتا دے

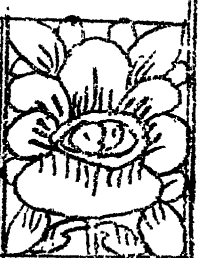
جامی سخن کا سرِ بازار نگاہ دے | سنجیدہ و عاقل کو خریدار بنا دے



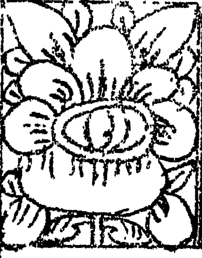
حروف کے صفین باندھ مضامین سے کر پر باندھ
الماس و گوہر باندھ جو کچھ باندھ گہر باندھ



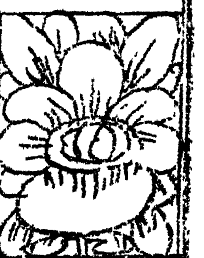
ہو اندازِ طبیعت میں ہو جدت | الفاظ میں رعایت ہو تو مضمون میں نزاکت
ل چھلے بیان پر وہ زباں میں ہو سلاست | بندش میں درستی ہو عطا کردہ عبارت



تقریر کہ محو اس سے ہر اک فرد بشر ہو
سکتے میں خبر ہو وے کسی کو نہ کسی کو



کیا حال ہے تیمسکی جی کیا دل میں ٹھنی ہے | وصف نبی زبان سے اور سینہ زنی ہے
کیوں جامے سے باہر ہوئے یہ کیا گفتنی ہے | انبوہ در طبیعت یہ تیری تا سنخ کنی ہے



پتا جو کھڑکتا ہے وہی جلد جھڑے گا
جب گل کھلے گل چین کا وہیں ہاتھ پڑیگا



حاجت نہیں افشاں کی کبھی زہرہ جبیں کو | مشاطہ نہیں چاہیے کبھی روئے حسین کو
زر لفت نہ درکار کبھی ساق سیمیں کو | پروا نہ تجلی کی سلیمان کی نگیں کو

پھول اُس کو نہیں کھتے کہ مہکے نہ دکانسے
اظہار ہو خوشبو کا پھولا رے کی زبان سے

موصوف وہی ہی کہ صفت اُس سی ہو موصوف
موصوف کے افعال صفت سے رہین معطوف

عاشق اُسی کہتے ہین کہ الفت سے ہو مالوف
ورنہ یہہ مثل سب ہین سے مشہور و معروف

ان بچے کو اپنے کبھی بھدا نہیں کھتی
کوّل بھی وہی کو کبھی کھٹا نہین کھتی

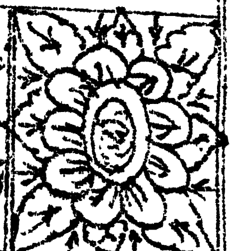
توصیف کی جائے جو موصوف کے بر رو
موصوف ... مخبر اُس کا ہے اوصاف ہین بدبو

محمول خوشامد سے اُسے کرتے ہین خوشخو
اکثر یہہ کھا کرتے ہین موصوف و صفت کو

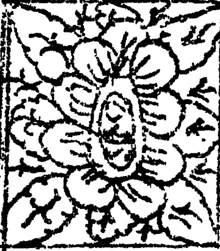
اک تیر خطا لگتا ہے سو فایہ دہان سے
سنتا جو بلیغ آپ کو غیروں کی زبان سے

سنجیدہ مزاج ان کو نہیں کہتے ہین عاقل
جو داد سخن چاہتے ہین بر سر محفل

اصرار کیا کرتے ہین بیجا جو مشاغل
مونھ دیکھے سو تعریف مذمت مین دخل

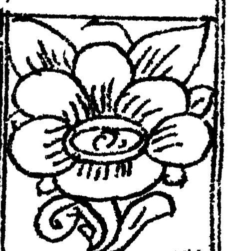


غفلت مین جسے وصف سمجھتے ہین وہ ذم ہے
آپ اپنی مذمت کی حماقت یہ کیا کم ہے

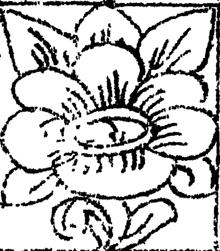


انسان وہی ہے کہ سر عجز جھکائے
دلدار وہی کہ خودی خود سے بھلائے

اعلی وہ دماغ اوسمین تکبر نہ سمائے
کامل وہ سخن سنج کہ توصیف بجا ہے

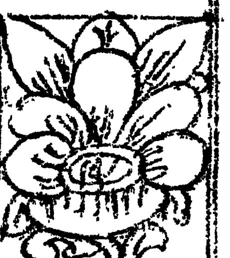


حاجت نہین کہنے کی بھلا ہے یا برا ہے
پرکھیگا اوسے جوہری جوہر جو کھرا ہے



جو عقل و شرافت ہے تکبر سے ہے مفقود
ہا نفس سے ہے عزازیل ہی ملعون مردود

اس سے ہے تہ خاک ہین شداد و نمرود
کی راہ نجات اسنے ہے فرعون پہ مسدود



برباد کیا تخت کیان کو بھلا اسنے
کیا کیا نکیا کام جہان مین برا اسنے



قربان اس ارشاد کے کی خوب نصیحت
آپ اپنی صفت کرتے ہین غیرون کی مذمت

کیون نہ کہوگے تو ملکے کیسے سفاہت
گر لاکھ چھپاؤگے چھپیگی نہ خباثت

انگشت نما آپ ہی انگشت نما ہے
سمجھا کے جو دیکھو تو کہو گے کہ بجا ہے

بس نقش مطالب کہو باتیں نہ بناؤ
یہ پہلے جو لکھی ہے پچ کو نہ بڑھاؤ
بھلاؤ نہ باتوں میں صحبت ٹال نہ جاؤ
وعدے کے مطابق وہی تقریر سناؤ

تقریر سے ہے جس کے عشقی پیدا جو ان ہو
جیسے تقریر کہیں ہو تو سکتے ہیں مکان ہو

دلچسپ عبارت تو بتاؤ کہاں ہے
جو کچھ کہ یہاں لکھا ہے وہ سب بیان ہے
تقریر دل آویز ہے نہ سحر بیان ہے
جو چاہیں کہیں آپ کہ یاں تیز زبان ہے

باتیں جو بناتے ہیں وہ کام آتے ہیں کم
بادل کہ گرجتا ہے برستا نہیں اکثر

خود سر ہیں خیالات لڑتی ہے طبیعت
افکار میں بن بن کے بگڑتی ہے طبیعت
مطلب سے مضامین جھگڑتی ہے طبیعت
تب جال میں شہباز کے پڑتی ہے طبیعت

منزل ہے کڑی سوچ کے اس راہ میں قدم رکھ

ہاں خوب سمجھکر سرِ قرطاس قلم رکھہ

ان میں طبیعت کہ ہو معراج سخن کو
صف بستہ نگہ جاتی ہے افواج سخن کی

اٹھ جائے ابھی بحر سے امواج سخن کی
بالائے فلک پہونچے صدا آج سخن کی

وہ چہچہہ نہ کرہ ہو غلغل صلِ علیٰ کا
سیارۂ فلک آج ہے مجذوبِ خلق

مغرب کے پہاڑ و جزیرہ میں چھپا نیرِ اعظم
ہوتے ہیں ملایک کے گروہ در پہ فراہم

ہنگامہ شیاطین کا ہوا درہم و برہم
بالائے فلک جانتے ہیں تخت دو عالم

پردہ تھا میم کا احمد و احد میں
پہونچا نہ تھی کوئی اس گرد کی حد میں

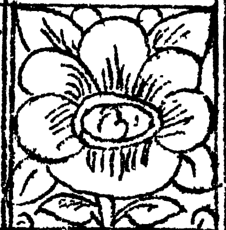
ایک چادرِ ظلمت میں جہاں لپٹی تھی اوس آن
دانا تھے محو خواب تو بے خواب تھے نادان

اور دامن غفلت میں ہر یک جسم تھا پنہان
جنات تھے بیدار نہ انسان تھے نہ حیوان

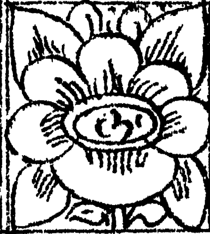
ظلمت میں اجالا تھا قمر تھا نہ جلا تھی
منہ ڈھکتے تھے اوس شب کا نقاب تھا بھی

کیا رات سہانی تھی کہ پھر پھر کے نہ آئی
اپنے سے بیگانی تھی کہ پھر پھر کے نہ آئی

احمق یا دیوانی تھی کہ پھر پھر کے نہ آئی
واللہ وہ سیانی تھی کہ پھر پھر کے نہ آئی

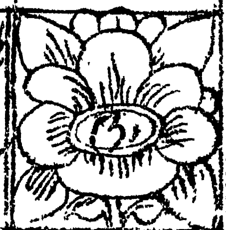


رحمت کا وسیلہ تھی شفاعت کا سبب تھی
شب گشت اسی شب میں تھی سلطان عرب کی

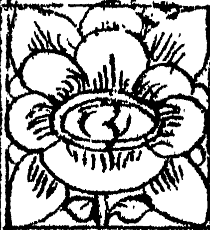


عالم پہ جو ظلمت تھی پردہ تھا پردہ اٹھا
جھوٹا ہوا بو جہل تو صدیق ہو سچا

عادل ہو عمر شرم میں عثمان ہو یکتا
فیاض علی ابن علی سید شہدا

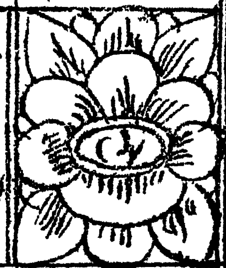


ہاں صدق کہیں عدل کہیں شرم بٹی تھی
گویا بقدر رقم محک مقدر میں پڑی تھی

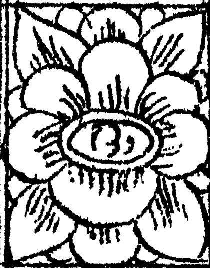


جرأت میں لاثانی سخاوت میں تھی یکتا
بے مثل ولایت میں شرافت میں تھی یکتا

سلطان دو عالم تھے پہ غربت میں تھی یکتا
بس چلنے پہ مظلوم شہادت میں تھی یکتا

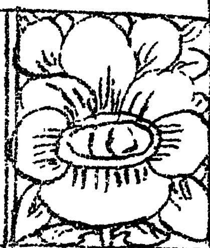


بھوکے تھے پیاسے تھے گرفتار بلا تھے
امت کے شفیع اور تہ تیغ جفا تھے

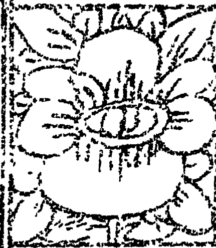


پر حرف شکایت نہ زبان پر کبھی آیا
گھر بار لٹا اور غم فرزند بھی کھایا

اف تک نکہا سر کو جو خنجر سے کٹایا
ان پہ تو کیا بخشش دی واسطے کس خدا یا

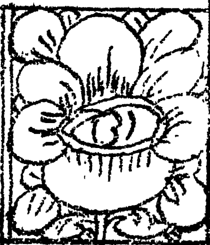


اوسکی یہ رضا بہتر ہے جسے پاس ادب ہے
ہم تعجب سے ... کہ یہ ... نسب ہے

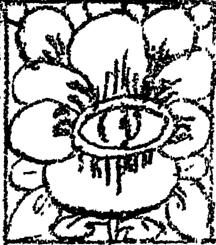


عالم تو تھی تاریک پر افلاک تھے پر نور
ظلمت تھی گھری یان تو وہان نور تھا مستور

اک خانۂ نیرنگ میں دو رنگ تھے محصور
دنیا میں شب قدر تھی بالاے فلک حور

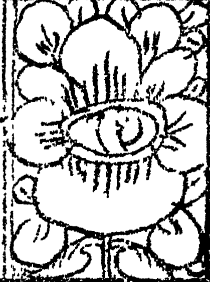


محبوب سے رحمت شب میں یہان شب ملے تھے
بالاے فلک یان مہ و خورشید ملے تھے

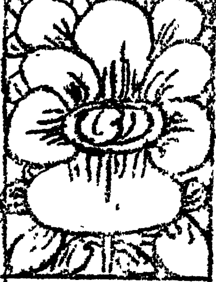


کیا قدرت خالق تھی کہ دن رات تھے اک جا
کیا عجب تھا کہ نور وہ ظلمات تھے اک جا

اللہ سے شکوہ مہر و مہ ساتھ تھے اک جا
یک غور کرو کہ نفی و اثبات تھے اک جا

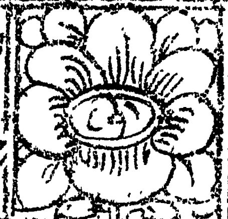


ملنے سے شب و روز کے دن ساتھ گھٹے تھے
رویت سے لوگ کے بیٹھے رو گئے تھے



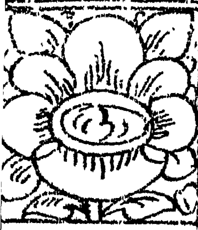
کیا حکمت عجب تھی اور شان آلٰہی
اک قطرۂ رحمت میں تھی غرقاب خدائی

اک دن تھا کہ طالب باقی نہ رہا ہی
تھی بارش عالم پہ اک رات وہ آئی



وہ شب میں بلاوا جو تھا وعلی سبب تھا

رحمت تھی یہاں شب کو وہاں قہر و غضب تھا

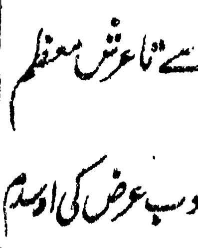


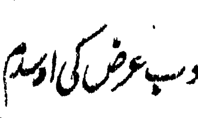
بیٹھے تھے سر خواب پہ محبوب سرور عالم

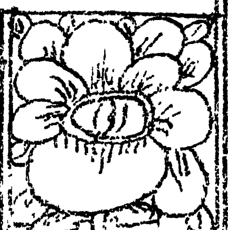
انوار وہ اسرار جلو ریز تھے باہم

اک نور دیکھا فرش سے تا عرش معظم

جبریل امیں نے باادب عرض کی اودم

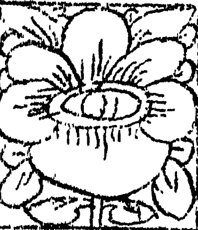






سرکار ہیں آج آپ کے آمد کی خبر ہے

چلئے کہ تو محبوب کا منظور نظر ہے

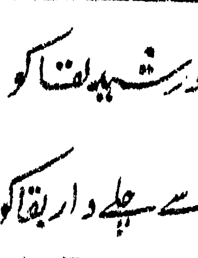


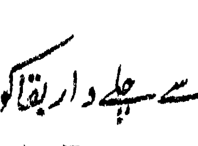
تیار ہو بیٹھا کر کے رسول دو سرا کو

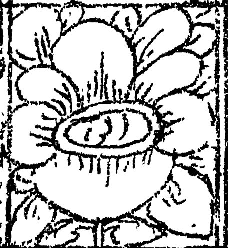
پھر برق مجسم بیٹھا یا جو شہا کو

پہنائی عبا نور کی خورشید لقا کو

غل تھا کہ نو ذاتی سے چلے دار بقا کو

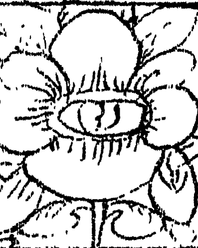






تھا جس میں ملایک سے سواری تھی نبی کی

یہ شوکت و حشمت نہ سلیماں کو ملی تھی

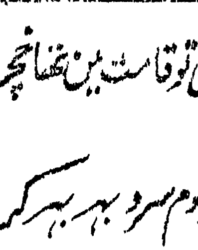


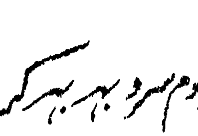
انسان کی صورت تھی وہ حیوان کا پیکر

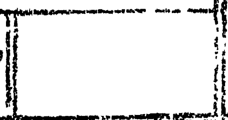
جوں برق خراماں تھا جو بے پر کے وہ شہپر

اشتر کی سی گردن تھی تو قامت میں تھا چھپر

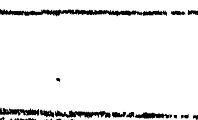
تکتی تھی ہوا او سکو دم سرو بہر بہر کر





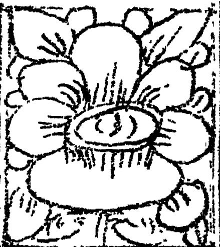


نسبت تھی اسے برق سے نہ باد و صرصر سے

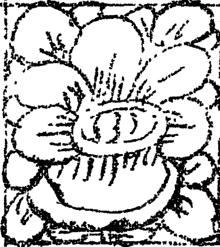


اسکے بعد پھر رہنما تھا الٰہی کوس [illegible]

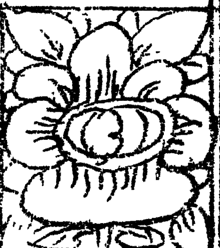
راک ہین جو اعجاز تو مرکب ہین کرشمہ | یہ معجزۂ رسالت تو ہدایت کا وہ چشمہ
یہ حجت خالق تو نبوت کا وہ شمہ | دعوت کی ادا اسنے بجا لایا وہ زمہ



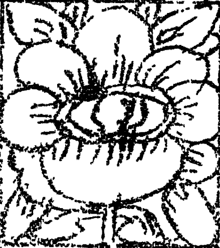
جو اک وہ مرکب ہے عیان جادوگری تھی
ظاہر تھا کہ قبضے مین سلیمان کے پری تھی



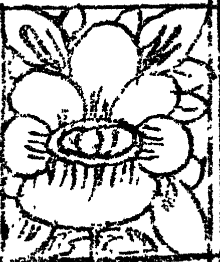
اس شوکت و حشمت سے چلی جب کہ سواری | قل تھا یہ حرم مین کہ چلی باد بہاری
اقصیٰ مین پکارا تھا کہ ہین حجت باری | سرچشمہ نداہب کے ہوے اسکے ہر جاری



خالق کے سوا تھا نہ پتا ارض و سما کا
اوس وقت بنا نور رسول دو سرا کا



واحد کا یہ سایہ ہے خلف فخر سلف ہے | موسیٰ کا یہ سرتاج ہے یہ عیسیٰ کا شرف ہے
قرآن ہے گواہ مصحف ناطق کا خلف ہے | یہ آیۃ ہے آمد کی خبر چار طرف ہے



آدم سے تھے ابھی طین مین اور آپ نبی تھے
[illegible] کہ پسر تھا نہیں جب یا نبی تھے



مسجود ملایک اگر انسان تھا تو یہہ تھا
جو شوکت و حشمت مین سلیمان تھا تو یہہ تھا

گر نوح کی کشتی کا نگہبان تھا تو یہہ تھا
یوسف کے اگر حسن مین یکتا تھا تو یہہ تھا

ہر عہد مین جو رتبہ معراج بڑہا ہے
خاکی بھی بنا تو سر افلاک چڑہا ہے

گر حرف دوئی شان الٰہی مین نہین ہے
اس سا بھی کوئی سارے خدائی مین نہین ہے

واحد سے تھے کہ دو وصل و جدائی مین نہین ہے
مذکور یہہ داو دو فسائی مین نہین ہے

برسون کی عبادت مین فقط نیک ہوئے تھے
یان رات مین مرکز و محیط ایک ہوئے تھے

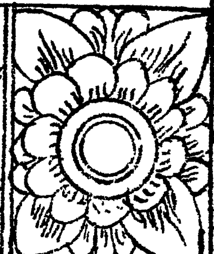
وان خالق کونین یہان سید لولاک
وان پانچ الوالعزم یہان پنجتن پاک

وان چار مقرب تھے یہان صاحب ادراک
محکوم وہ خالق کے اطاعت مین یہہ چالاک

کیا فرق ہے جز میم کے احمد و احد مین
یہہ میم ہے تسلیم کہ احمد و احد مین

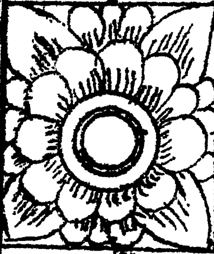
اقصی مین جو پہونچا وہ شہنشاہ سرافراز
روحون نے کیا آپ کے اکرام و اعزاز

پھر جانب انقا اک جو رفرف نے کی پرواز — تھا ہر ہنسا کہ کنجشک لئے جاتی ہے شہباز



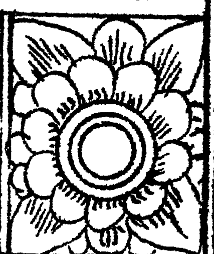
ہمت نے وہاں دامن لولاک پکڑ لی

جبریل نے بھی خوف سے فتراک پکڑ لی



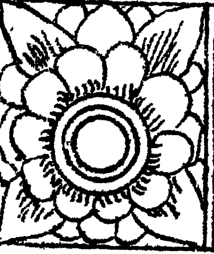
ہر گام پہ سبقت تھی اسے پیک صبا سے — وہ تیر اڑا جاتا تھا شہ دیں کی دعا سے

تندی میں بڑھا ہوا تھا وہ سرد ہوا سے — ہر اوج میں بالا رہا وہ فضل خدا سے



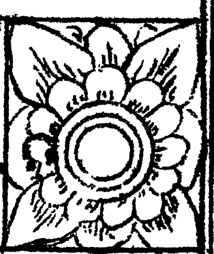
شدیز کہیں برق کہیں اور کہیں باد

ہر جائے نیا رنگ بدلتا تھا پری زاد



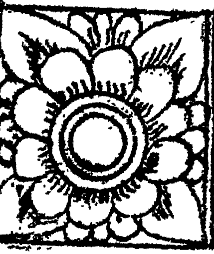
وہ خاک سے گذرا پہ اسی گرد نہ پونچی — وہ آب سے گذرا پہ اسے نم نہ پونچی

وہ باد سے گذرا پہ ہوا سر نہ پونچی — وہ نار سے گذرا اسے لو زرد نہ پونچی



راکب جو جہاں میں شہ ابرار ہوا تھا

ہر کرہ میں مرکب سر انوار ہوا تھا



کیا حکم لگاؤں کہ وہ ہیں اذن سے خالی — پونچے نہ وہاں اسپ تصور و خیالی

ہر دو ہیں مقابل میں ضروری کے مثالی — راکب جو جلالی ہے تو مرکب ہے جمالی

کیا کسب کرے فکر وہ سیار فلک کے
حالانکہ بجا ہوش نہیں جن و ملک کے

حیران ہوں کہوں کیا کہ نہ تشبیہ نہ تطبیق
نے صاحب احکام ہوں نہ منکر تصدیق
گر علم حقیقت میں ہوں ہوتی نہیں تحقیق
اتنا تو کھلا بعد بہت غور و تعمیق

عالم جو محدث ہے وہ صنعت ہے خدا کی
معراج ہے تصدیق رسول دوسرا کی

مدرک نہیں ادراک میں وہ صاحب اوصاف
محسوس مگر صورت آئینہ شفاف
منقول میں مبہم ہے تمیز اوسکی نہیں صاف
مدرک نہیں معقول کہ اسکو کرے اصناف

پستی میں ہے معقول کہ معراج نبی کا
امکان سموات کا یاں ذہن غبی ہے

کیا نفس مجرد سے تکمیل تصور
کیا خاک کرے ذہن جہاں صدق تعذر
کیا نسبت سکین و کیا قطع و تاثر
حسرت رہی حکما کو محقق کو تحیر

وحدت میں نہ باقی نفی حصولی و حضوری

بیان رات مین اک چھوکری کسبی کی مصروعہ

کیا فکر رسا کر سکے مجہول کی تحصیل | جب اہل نظر ہے ہی نہ کی معروف کی تکمیل
تسکین متجر کو نہ معقول کو تفضیل | جب غور سے دیکھا تو مترادف ہوئی تفضیل

ہان غور مکان پر کہ مکین ہے یا نہین ہے
اِلّا کے سوا وان نہ مکان ہے نہ مکین ہے

کیا نقل مطالب مین کرے ذہن مبادی | ما فوق تعقل ہین اوامر و نواہی
موضوع نہ محمول نہ جزئی نہ مساوی | امکان بشر پائے کب اسرار الٰہی

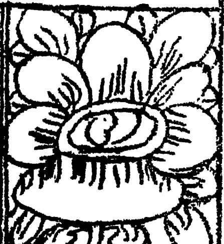
مانا یہ کہ خورشید سے پر نور قمر ہے
کیون مہر منور ہے کہا اسکی بھی خبر ہے

ہان حضرتِ منطق کہو قانون سکھائے | دکھلاؤ تو معقول کے حیلے حوالے
مشفق نہین کام اسے پہچان پہ یہ رسا | آئینۂ خاطر سے کدورت جو نکالے

تصحیح کرے خاک کہ وہ آپ غلط ہے
لے کسکو مدد دیگی کہ طوفان مین ہی بط ہے

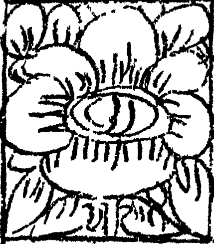
جب امر بغیر تلنا ہی ہے مسلسل | کیا لطف مؤلف ہو موشح و مدلل

کیا جو ہر ذاتی کرے جو ہر سے مکمل | منطق نہ سکھے جسکو شرح و مفصل



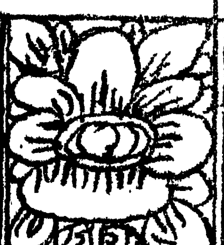
جو دور و تسلسل ہے وہ کیا نقل نہیں ہے

منطق میں مگر نام کو بھی عقل نہیں ہے



اجزای کثیرہ کو جو منطق نے دی ترتیب | دعوی یہ کیا تھا کہ صحیح اسکی ہے ترکیب

تقریب مرام اس کو کہا اور اسے تہذیب | یاں شب میں ہوئی طالب و مطلوب میں تقریب



علوم و معارض تو نہ خاک پڑے تھے

اب موںہہ نہیں آتے تھے بہت موںہہ جو چڑہے تھے



منطق سے عداوتکا جو پیمانہ تھا لبریز | معقول یہ چلتا تھا براہین کا شبدیز

حملہ تہا مضامین کا طبیعت کی تھی مہمیز | یہ دیکھکے منطق نے بھی کی سیف سنان تیز



نعرہ یہ کیا عرصۂ حجت میں کہ خاموش

کیا مغز خراشی ہے ادا احسان فراموش



تجھسا بھی جہاں میں نہ ملیگا کوئی بے پیر | جو محسن و مشفق کو ہی کھینچے نہ شمشیر

میں مشہور کیا ہی مجھے تالیف و تقریر | تصدیق کے امثال تصور کے تصاویر

میں نے تو بھلائی کی و لے تو نے دغا کی
ہاں سخت خطا کی جو کہ محسن پہ جفا کی

خالق کو کہا میں نے بھی ستار و غفار | تسلیم نبوت کی جناب شہ ابرار
وہ مظہر فیوض دو عالم کا ہے مختار | مردود و ملحد ہے جو اس سے کرے انکار

کیا حدس میں سب کچھ یہ لکھا صاف نہیں ہے
مشکل یہ کہ تم لوگوں میں انصاف نہیں ہے

ہاں ممکن و واجب میں کیا کس نے ہے تفریق | اور کس نے دیا مظہر اعجاز سے تطبیق
کس حجت قاطع سے ہے معراج کی تصدیق | کس چیز نے کی مذہب اسلام کی تحقیق

منطق کو جو کہتے ہیں رہ راست سے بھٹکی
عقل اُن کو چھوڑی اور نہ کبھی پاس پھٹکی

گو جمع وہاں پر تھے مخالف کے صد ہا جوق | تقریر منافق کی سی کرتے تھے بصد شوق
وہ کون تھا تسلیم کا پہنایا انہیں طوق | سب نے کہا امکان بشر سے یہ ہی ما فوق

[illegible] سے بھی وہ کب بند ہو سکے تھے
ان مہر تعقل سے تو لب بند ہوئے تھے

ثابت تو ہم اس جا پہ رہا پاے تعقل
شاید کو ضرر تھا عبادت میں تساہل

الحاد کا تھا شور تھا یا بین [illegible]
صف کر اشاق [illegible]

اس عہد پر آشوب میں حملہ تھا عجم کا
تائید خدا کی تھی و منطق کا قلم تھا

وان سیف زبانی تھی یہاں رطب لسانی
وان جان فشانی تھی یہاں عذب بیانی

وان بغض نہانی تھا یہان لطف سبحانی
ظاہر میں وہ فانی تھے تعقیب غرق معانی

معقول کی عزت فقط اس سے ہی بڑھی ہے
مذہب کی سپر ہو کے وہ لاکھوں سے لڑی ہے

گر آپ کو شک ہے کہ منطق نے کی تالیف
تحریر ابو اسحاق کی حنفین کی تصنیف

منطق کو اٹھا دیکھیے تھوڑی سی ہے تکلیف
ان لوگوں نے منطق کی تہ دل سے کی توصیف

ہوں سے لکھتے ہیں وہ سب کیے منطق کا حوالہ

جو منطق سے کو لایا ہے وہی بگڑونکو سنبھالا

تقویت کی اسلام کی ہر وقت حمایت | امداد محقق کی علما کی نیابت
بد مذہبوں کی باتوں سے کی چھوڑی نہ حمایت | آخر یہ کہ کی شرک و بدعت کی رقابت

جنکے سخن نقد سے گیا ہیں یہ دشمن کنارا
وہ سینہ [illegible] دل سے کئے دیتے ہیں دو پارا

کافر کوئی کہتا ہے کوئی کافر مطلق | باطل کوئی کہتا ہے وہ ملحد کوئی ناحق
بے پیر کوئی کہتا ہے کوئی ہے منشق | وہ سیف زبانی کہ دل تیغ و سنان شق

سہتے تھے یہ علمائے نبی جو منطق کا خریدار
تو [illegible] اسے کرتے تھے رہت تا سر بازار

غافل ہو تو سمجھو نہ عداوت کی یہ سبقت | جاہل ہی سہی آپکا خادم ہے بہر کیف
ترجیح بہر کیف ہی سرتا کو علی الضعیف | جو دوست و دشمن کو نہ پہچانے تو صد حیف

محسن جو ہوا اپنا برا اس کو نہیں کہتے
اچھا جسے کہتے ہیں برا پھر نہیں کہتے

یہ سمجھی و جاہل نے حقیقت یا تم تعلیم
نہ فصل کو سمجھا ہے نہ مشہور و تسلیم

نہ حصّہ میں کی تحقیق کی نہ فروع کی ترمیم
نہ منطق و نہ ناطق ہیں کی کچھ نہ فکر و تفہیم

سمجھے ہیں وہ منطق کے ورق بیاض کے استاد
الفاظ الٰہ جا رقص نہیں فریاد سے فرہاد

دیکھے نہ صدف لیک گہر زاد بنے ہیں
خود دام الم ہیں وہ صیاد بنے ہیں

شیشہ نہ لیا ہاتھ ہیں فرہاد بنے ہیں
آتا تو نہیں کچھ مگر استاد بنے ہیں

شمشیر زنی دیکھی نہ چھوٹی کبھی تکسیر
قبضے میں نہیں قبضہ مگر نام جہانگیر

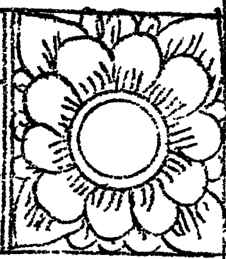
خاموش بس اے رہبر پیران ریاکار
کلمات مزخرف یہ نہیں تجھکو سزاوار

کیا نیش زنی ہے یہ خبردار خبردار
یہ رطب لسان فاعتبروا یا اولی الابصار

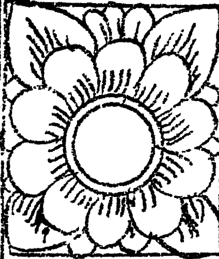
[illegible] یہ مزخرف رہ کچھ فہم و مدہوش
لطفا [illegible] سمجھے لطفا کثر احسان فراموش

وہ بچہ ہوں جسے دیکھ کے [illegible] دیوانا
ہوتی نہیں نظر کا دل دلدار نشانہ

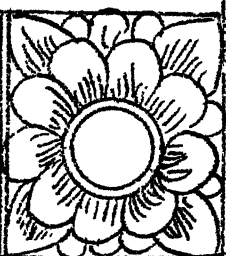
| | |
|---|---|
| باتوئین لبھاؤن دلِ احمق دو انا | ہنس ہنس کے شیشہ مین اتار دین شیشا |



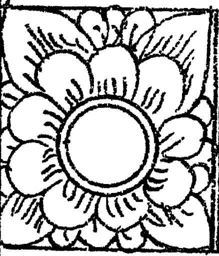
بے ہوش سبھی پر نہ خلفِ مظہرِ حق ہے
بچہ تو ہے بڈھون کو مگر اوس سے قلق ہے



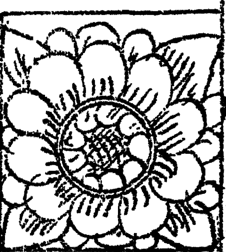
| | |
|---|---|
| ہر محفل و مجلس مین جو ہی صاحب اعزاز | اپنے وہ بیگانے کو کیا جسنے سرافراز |
| حیرت کہ مدد دیوے تری طبعِ ناساز | کیا صدق شعاری ہے یہی پیرِ دغل باز |



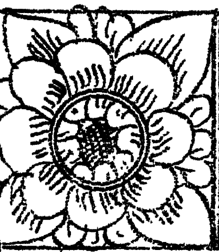
خواہانِ مدد تو ترا استاد ہوا ہے
اسلام کہین طالبِ امداد ہوا ہے



| | |
|---|---|
| جب سرحدِ اسلام مین پونچا قدم شوم | دہری کی بن آئی و ملاحد کی ہوئی دھوم |
| ظاہر مین وہ تھے وحدِ اسلام سی موسوم | در پردہ یہ کوشش تھے کہ اسلام ہو معدوم |



ہنس ہنس کے اڑاتے تھے وہ اور پوچھتے رو کے
اسلام کے پیچھے پڑے ہاتھ وہ دھو کے



| | |
|---|---|
| جب راسخ الایمان اٹھی باغ جہان سے | مرجھانے لگا گلشن تو جہد خزان سے |
| جو نخل تھے نو خیز کٹے سیفِ زبان سے | کملا گئے سب غنچہ و گل سحرِ بیان سے |

کعبہ مین کہنچا نقشہ تکفیرِ جبین پر
کندہ کیا الحاد کو ہستی کے نگین پر

اسلام نے دیکہا کہ یہ ہین دشمن سفاک
بہرے جو سعادت سے وہ ہین خاک ہلاک
ہے چار طرف دور بیابان خطا ناک
جس شخص پہ حکایت ہین قبیح وہ ہوئے بیباک

ناچار رکہی پیش نظر مردم چشم کی
شمشیرِ کج حجت تاویل بہی قسم کی

آلایشِ منطق سے مسائل کو کیا پاک
ہر شخص لگا کہنے کہ یہ کون ہے سفاک
اب شکل دکہی پردۂ مبہم جو ہوا چاک
جو غور سے دیکہا تو وہ مشتق ہین بڑی خاک

دنیا مین تو اس سا کوئی آزادہ نہ ہوگا
یہ مکر تو ابلیس کو بہی یاد نہ ہوگا۔

پیرایۂ الفت مین خصومت کی غضب ہے
کیا کچہ خلل انداز شرارت کی غضب ہے
در پردہ جو آفت ہے عداوت کی غضب ہے
تا حق کہ یہ توہین وحشت شرارت کی غضب ہے

گر فضل خدا شامل پیر کا ہم شدہ تا

## اسلام کا دنیا مین سرانجام نہ ہونا

اس پیر ریاکار سے اللہ پناہ دے
اس ظالم و مردار سے اللہ پناہ دے

اس رہبر مکار سے اللہ پناہ دے
اس ساحر زند و غدار سے اللہ پناہ دے

اللہ نہ دکھائے کہ ہے خناس کی صورت
بھگا یا ذوی الفہم کو خناس کی صورت

محجوب ہوا پردۂ حاجب جو ہوا دور
اب آنکھ کھلی جاتا رہا آنکھ سے جب نور

کروٹ لی جراحت کے ہوا جب کہ بدن چور
اب ہوش مین آئے کہ بنا زخم کا ناسور

جب سہم تکلم نے کیا چھلنی بدن کو
اب نزع مین پوچھے ہین کہان مغز سخن کو

متعارض و لائل سے تو پارینہ ہین اوراق
اور قالب مضمون کی لطافت بھی ہوئی طاق

منطق سے بگڑتے ہین سبھی سست و شقاق
کہ ٹوٹ گیا طلسم یونان و اشراق

ہے پاس کہ دفتر ہین پھٹے نظم و نسق کے
باطل جو ہین منسوب ہین اوراق ہین حق کے

جو بندۂ احسان تھے سو وہ ہو گئے مجنون
آوارہ ہوا اسحاق تو دیوانہ ہے مامون

آزاد ہوے دام ردد مین جو تھے مرہون
مجمع تھا پراگندہ ہوا صورت مجنون

یا ور ہے کوئی اور نہ کوئی پشت پناہ ہے
جس گھر سے بنا علم عمل کی تھی تباہ ہے

یہ یاس ہے منطق کو کہ چہرہ ہی ہوا زرد
ہاتھون سے جگر تھام کے روتا ہی وہ ہر درد

اور سو فلک دیکھ کے بھرتا ہے دم سرد
وہ بین کہ نالان ہین پس پردہ زن و مرد

جو تخم کہ بوئیگا وہی پائے گا ہر بار
جو بات کہ حق ہے وہ ہے خاطر پہ گران بار

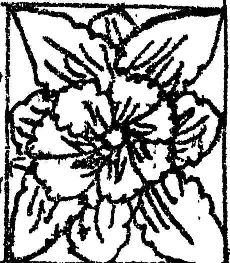
ہم سمجھے کہ معقول کوئی دم کا ہے مہمان
تجہیز و تکفین کا مہیا کرو سامان

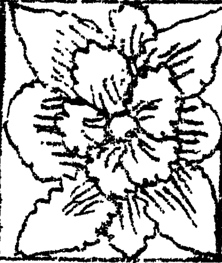
مامون و معقول دو قالب ہین تو اک جان
مامون کا اودھر دم چلا اور اس کی ادھر جان

اسکا جو یہ پالا ہے تو اوس کا وہ نوازا
نکلیگا پس و پیش ہی دونون کا جنازا

لیکن یہ جیے تو زندہ ہے مگر یار کو مارا
اس کافر مطلق نے تو دیندار کو مارا

اس پیر نے تو صاحب تلوار کو مارا — اس بانیٔ شر نے شہ ابرار کو مارا





مامون ہی نہ تخت سے ہے نہ تاج و علم ہے
اسلام میں موجود ابھی شوم قدم ہے

حالت یہ سنی تو نے بھی اے پیر دغل باز — اسلام کا انجام ہوا الحاد کا آغاز
کنجشک سے کنجشک ہے شہباز سے شہباز — خالق نے کیا پست کسی کسکو سرافراز





جاتی ہے صدا کوس ظفر کسکے گئی کوس
وہ کون ہے ملتا جو ہے ہر دم کف افسوس

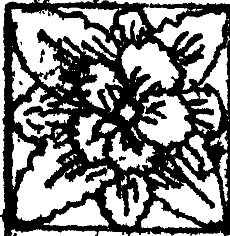
ہر طعن سناں سے کھلا منطق کا ہر اک بند — یہ غیظ و غضب دیکھ کے منطق کا تھا دم بند
اب عرصۂ حجت میں نہ جا دل تھا نہ دربند — چھپتے تھے پس پشت سپر سیف سرافگند





حالت تھی دگرگوں مگر اپنی کو سنبھالا
اس پیر نے پھر سیٹ میں پاؤں نکالا

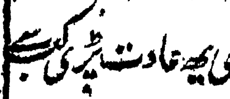
بہ تلخ زبان مجھ سے کہا باشہ بے پیر — خواہی و نخواہی جو تو ہوتا ہے گلوگیر
کیا میری خطا ہے وہ ہوئی کونسی تقصیر — کب میں نے ملا جد سے کی تحریک بہ تخمیر

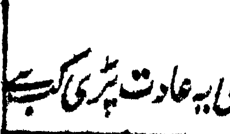


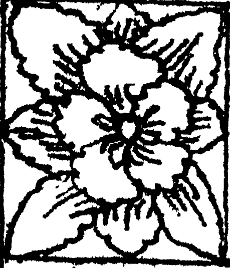
حامی مرے کیا صاحب بیان نہیں تھے

مامون و اسحاق مسلمان نہیں تھے



بے پر کے اڑانیکی یہ عادت پڑی کب سے

دو باتیں بڑھا لینے کی یہہ عادت پڑی کب سے

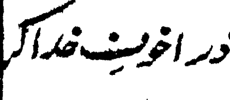
لوگوں کو چڑھا لینے کی یہہ عادت پڑی کب سے

آپس میں لڑائی کی یہ عادت پڑی کب سے

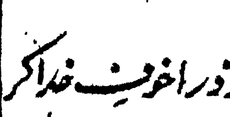


کیا فتنہ طبیعت ہے شر انگیز و شر بار

با تو ہمیں لڑا دیتی ہے دونوں کو ہر بار



اے طفل جفا کار ذرا خوف خدا کر

اے جابر و مکار ذرا خوف خدا کر

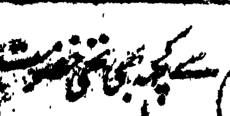
اے سنگدل دل آزار ذرا خوف خدا کر

اے ظالم و غدار ذرا خوف خدا کر

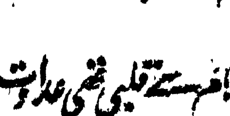


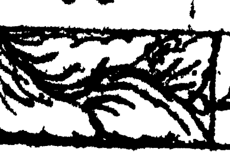
انسان جو بے شر ہو وہی نیک ہے مشفق

لاکھوں میں کروڑوں میں وہی ایک ہے مشفق

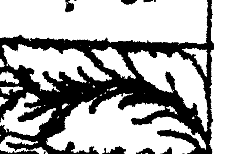


گر عہد گذشتہ کی یہ کرتے ہو شکایت

مشفق کو نہ اسلام سے کچھ بھی تھی خصومت

منقول کتب میں ہے سب انکی تھی شرارت

جن لوگوں کو اسلام سے قلبی تھی عداوت



سمجھے نہ عبارت کو گو کہ وہ اہل زبان تھے



خارج ہیں کیا غور وہ لازم ہیں نہان تھے

مشغول وشستی تھی بھم دست وگریبان
طرفین سے کوشش تھی کوئی ایک ہے بیجان
کٹتا تھا سخن سیف بلاغت سے ہر آن
ہر طعن سنان کرتی تھی بندش کو پریشان

شمشیر رگ حجتِ قاطع جو علم تھی
بس صورتِ حجت جو وہان پونچی قلم تھی

وہ سیف زبان کرتے تھے ہر پہلو سے حملا
پیکانِ تکلم کا برس جاتا تھا جلا
جب کہ بیت سخن پڑھتے تھے ہو جاتا کھلا
مشغول حز ہیں تھے وہ بس کلمہ بکلا سے

ہر اک کو یہ فکر کہ اس کو کرد مغلوب
تھا زمین ہون چار ہیں یہ سب ہیں ہو محجوب

دوران تقریر ہیں پلٹ جاتے تھے شبدیز
حجت کی کھینچی باگ الٹ جاتے تھے شبدیز
جب طعن کیا بڑھ کے تو ہٹ جاتے تھے شبدیز
چل جاتی تھی جب سیف تو کٹ جاتی تھے شبدیز

وہ ضعیف زبانی کہ چھپی امن پس قاف
بے سر تھے پرے حرفونکے مضمونکی صفیں صاف

تھم تھم کے لپٹ جاتے تھے غوث یہ خیالات
رگ رگ سے آ چمٹ جاتے تھے خونریز خیالات

رہ رہ کے چمٹ جاتے تھے خونریز خیالات
دم بدم سے لپٹ جاتے تھے خونریز خیالات

لیتے تھے جو نکالے ہوئے دو سانپ اٹھے تھے
یہ خوف ہوا سب کو کہ وہ منھ ڈھانپ لیے تھے

لڑتے تھے متستان محسن میں گھڑی دو پہر
اس عزم و بالجزم سے ہوتی تھی الٹ پھیر

پھر تیغ زبردست پلٹ کر کے نیا تیر
زندان مشدّد سے پس و پیش لگی دیر

وہ ضرب چلی کہ نفی اثبات کئے تھے
بے سر تھے شخص نقش مضامین کے بٹے تھے

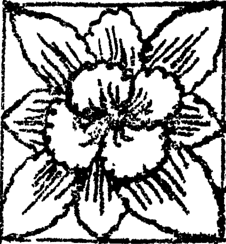
پھرتے تھے ظاہر غضب و غیظ کے آثار
تکتے تھے وہ منھ کو نظر بہ سر ہر بار

ناگاہ یہ ہوا غل کہ خبردار خبردار
بالا تر افلاک پہنچ گئے احمد مختار

دیکھو تو کہ خورشید مقام قمر آیا
حیرت یہ ہوئی رات تھی پر دن نظر آیا

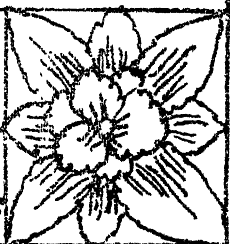
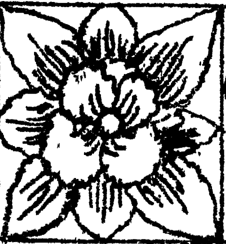
فرزند پدر سے ملا اور نور رجب سے
دلبند ملا سینے سے اور لخت جگر سے

یہ صادق الاخبار ملا پیک اخضر سے
آدم ہین نجل گریشہ جن و بشر ہی

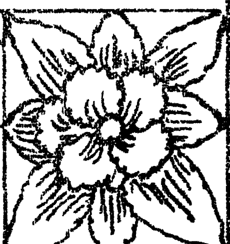
یہ نور نظر راحت جان فخر سلف ہے
آدم کا ہے سر تاج تو حوا کا شرف ہے

دو باتین آدم سے کی جیب و راس نمودار
وہ اک کی جاتی تھی در جنت گلزار
جاتی تھے سپید ایک اور ایک بدکار
اور ایک سیہ کارون کو لے جاتی تھی فی النار

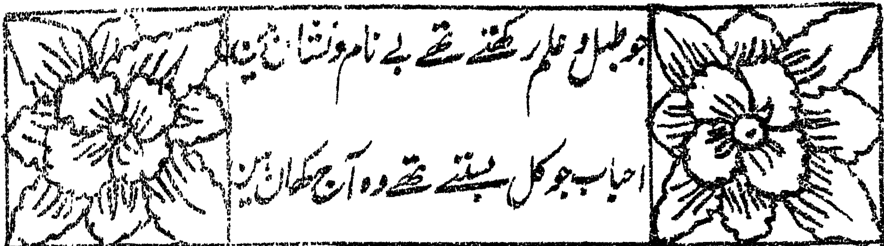
دنیا مین جو پوچھو تو مہلت ہے اجل کی
پوری جو ہوئی یہ تو ہے پاداش عمل کی

جو چاہے کرو جنبش نفس کی ہی مہلت
خاطر و مدارات عداوت و خصومت
نیکی یا بدی ظلم و ستم خلق و مروت
یا زجر و اہانت و تکبر یا اعانت




آخر یہ عمل سات ہے اچھا یا برا ہو
دینا ترے پاس ہی کھوٹا یا کھرا ہو

یہ دہر پر آشوب رہ رنج و محن ہے
جو قامت نوخیز ہے وہ پیر کہن ہے
ہر نخل خزان دیدہ ہی وہ خشک چمن ہے
قصر اس کا اگر گور تو ملبوس کفن ہے



جو طبل و علم رکھتے تھے بے نام و نشاں ہیں
احباب جو کل بستے تھے وہ آج کہاں ہیں

یہ چرخ با صفت رنگ بدلتا ہے ہر اک آن
کھنڈر پڑے ہیں وہ جہاں بستے تھے انسان

ہوتی تھی جہاں بزم طرب وہ ہیں سنسان
جو زینت عالم تھے مکان اب وہ ہیں ویران



اڑتی ہے وہاں خاک جہاں طبل و علم تھا
مسکن ہیں درندوں کے جہاں جاہ و حشم تھا

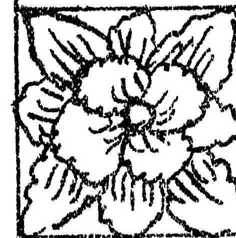


محتاج نفس جب کہ ہوا ارض و سما میں
ممزوج عناصر ہیں ارض و سما میں

خواہش کا تقاضا ہے کہ رہ فکر غنا میں
تا آمد اجل کی کہ تو ہے دست قضا میں

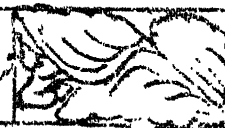


خواہش کی بہت تیز ہے گر فکر تو زر کی
کہتی ہے قضا آ کے پناہ مانگ تو گھر کی

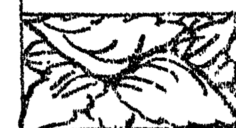


کیا قدرت خالق کا عجائب ہے تماشا
ہر شخص گرفتنی ہے صد موت ادھر آ

تھا قبل تو مہماں تو ہے چند نفس کا
ہم آج تو زندہ رہے ہیں کل گور میں ہو گا



گر ہو جو اتار ... ہیں وہی گٹھری کر بیٹھ گئے



جب جبین پر پڑیگا تجھے مٹی مین دہرینگے

یہ دہر پر آشوب ہے مکار ہے غدار
دیتا ہے نیا داغ یہ دلسوز دل آزار

بالے جو پڑا اسکے نہ جا بر ہوا از شمار
ظاہر مین تو محبوب ہے باطن مین ہی خونخوار

خطرہ کا روست جانکا جو عاشق زر ہے
دشمن ہوں ترے لاکھہ یہ وہ بانی شر ہے

جو طالب زر ہین نہین ملتا انہین آرام
جن طمع و ہوس کا چڑہا رہتا ہی سحر شام

روتا ہے تو پیسہ کا وہ دولت کا ہی کہرام
دنیا سے غرض ان کو عقبی سے نہین کام

کوڑی کا اگر نام لو دیتے ہین پیسے
چمڑی تو چلی جاے کہین جاے نہ دمڑی

جو طالب ہین وہ ہین تنگ فنا موس
زندان غم و رنج و محن مین وہ ہین محبوس

رگ رگ مین بہری حرص ہوا اشتہ منحوس
ہر بار فقیانہ اقم ہوس رشیت ملبوس

جب آئی اجل دولت و دنیا یہ ہی سب ہیچ
ہستانہ فضیلت کا ہر اک پیچ ہے پر پیچ

رفتار زمانے پہ کریں آپ ذرا غور — یکسان نہیں رہتا ہے یہ دنیا کا سدا دور
اسکے ہیں نئی رنگ نئی ڈھنگ نئی طور — کل کچھ تھا تو کچھ آج ہے کل ہوویگا کچھ اور

ڈھونڈھو تو جو فرد و بشر ہیں سو اب کوئی نہ ہونگے
وہ آج نہیں ہیں چلے کل ہم بھی نہ ہونگے

کرتا ہے سفر یاں سے یکے بعد دیگر — مرتا ہے پدر کل تو پسر آج برادر
روتا ہے کوئی خون کہیں خاک ہے سر پر — کس شان سے بے خوف ہیں ہم اللہ اکبر

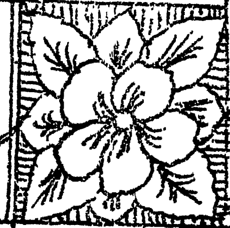
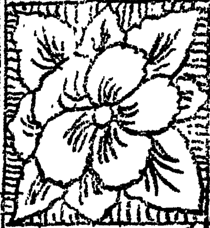
مرتا ہی مرے حرص و ہوا کم نہیں کرتی
لمحے سے زیادہ کبھی ہم غم نہیں کرتے

ہم کرتے ہیں مرنے کا جوان مرگ کے ماتم — اتنا بھی سمجھتے نہیں وہ آج تو کل ہم
سامان اجل اپنا بھی ہوتا ہے فراہم — ہمدم جو چلے آج تو کل جائیگا کل دم

کچھ خوف و خطر موت سے واللہ نہیں کرتے
ہم دستِ طمع کو کبھی کوتاہ نہیں کرتے

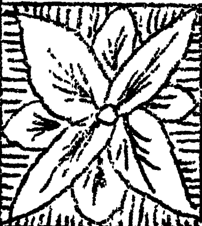
آتی ہے صدا گور سے ذی تخت نشین سے — کٹتی ہے تہ تیغ کہ ست تاج و نگین سے

حسرت کا بیان ہے کہ وہ اب زیر زمین ہے
کہتی ہے قضا ہان تھا مگر تو نہیں ہے

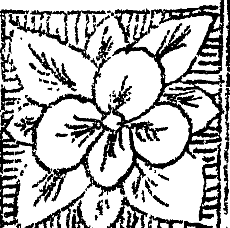
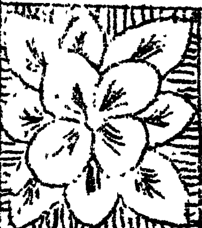
حاکم جو قضا کے تھے وہ تھا پلنے قضا کے
بگڑی ہوئی صورت ہی طپانچوں سے فنا کے

ہستی مین جو آئی تو ہوے چاند اجالا
تجھے تو نظر باپ کے اور بانکا نظارا
کھا کھا کے بلی لال یہ سونے کا نوالا
بیچین ہوئے یہ تو ہوا گہنہ وبالا

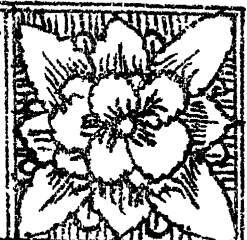
ہان آنکھیں بچھاتی تھی جو چلتے تھے اکڑ کے
اب گور مین لائی ہے انہیں موت پکڑ کے

کرتی تھی دعا ماں یہ شب تسمیہ خوانے
سر سبز مرے لال کا ہو باغ جوانی
اک چاند سے دولہن کو بیاہ لائے یہ جانی
اس دن کے لئے منتین کیا کیا نہیں مانی

اس لال کی دنیا مین سدا جلوہ گری رکھ
مین لوگ کہ جلی ہوں تو مری گود ہری رکھ

الحمد للہ کہ تر و تازہ ہے گلزار
الشکر کہ شاداب ہوا چہرۂ گلنار
الفضل کہ سرسبز ہوا سبزۂ رخسار
حسنت لوٹی نکل جاتی ہوا پیار

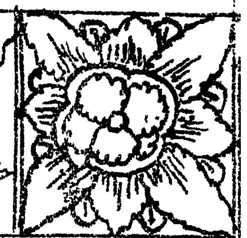


ہر وان چڑھا لال کیا فضل خدا نے
بر لایا تمنائے دلی نخل دعا نے



سلطان سلاطین ہے اور مالک اقلیم
ہے مرجع خلق اللہ ہے اور قابل تسلیم

زیبندۂ اورنگ ہے اور زینت دیہیم
ذی عزت و توقیر ہے اور واجب تعظیم



کیا غم ہو کہ دولت میں ہے قارونکے ہمسر
حشمت مین سلیمان ہے تو شوکت مین سکندر



اسباب طرب عیش و نشاط انکے لئے تھا
پیراہن بہجت و بساط انکے لئے تھا

نغمہ و دف چنگ و رباط انکے لئے تھا
ہر موسم و ہر ماہ نشاط انکے لئے تھا

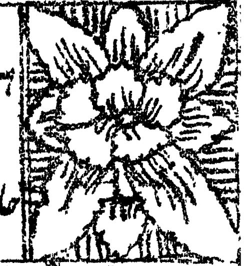


ہر جشن خوشی عشرت جمشید ہوا تھا
ہر رات شب قدر تھی دن عید ہوا تھا



تھی بزم نشاط آرا جوان مہوش و گلفام
شوریدہ سر آوارہ و وارفتہ و بدنام

سرشار مئی مست تو شیدائے دلارام
جز بادہ پرستی کے نہین انکو کوئی کام

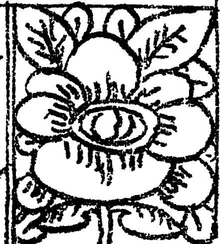
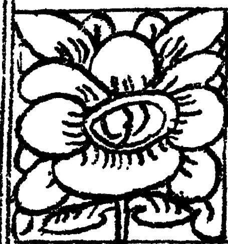


ہر سر مین خوشی تھی ہر اک تان نہاد مدہوش
حاضر کی یہہ حالت تھی کہ غائب تھی فراموش



جز بادہ کشی اون کو نہ تھا شغل کوئی اور
گر تھے تو تھے مے ناب کا احباب ہان دور

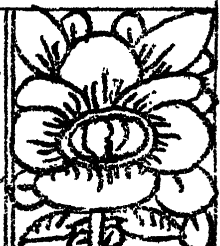
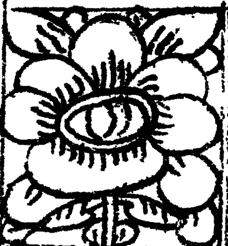
خدشہ نہ اونہین آج کا فردا پہ نہ کچھ غور
مجنون کی سی حالت تھی تو دیوانون کی طور

جس دوش پہ شیطان ہو اوسی گوش نہین ہے
کیا پند سنے وہ کہ جسے ہوش نہین ہے

کہتا تھا نصیحت کی اگر کوئی نمکخوار
ہو جاتے تھے اوس یار کی صورت سے بیزار

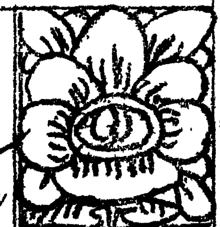
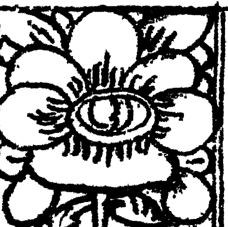
ہوتا تھا وہ زندان عقوبت مین گرفتار
محبوس حرم ہوتے تھے لٹ جاتا تھا گھربار

سب ہین زن و فرزند مسلسل بسلاسل
اک بات تھی کیا کہ قیامت ہوئی نازل

اوس ناصح مشفق کی فضیحت کی سراسر
محبوس ہوے سب زن و فرزند و برادر

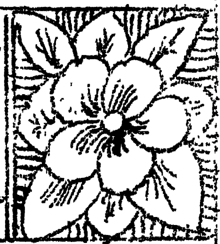
بے پرسش احوال ہوے قتل وہ یکسر
اس جرم مین ڈھیلا تھا گھر کی جگہ پر

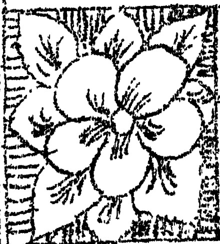
اوس تلخ نصیحت سے غضب گھیر لیا تھا
کج فہم نے اوس جا پہ ہل پھیر دیا تھا

مشغول رہا کرتے تھے عیش و طرب مین
بڑھتا تھا قدم روز رہ حرص طلب مین

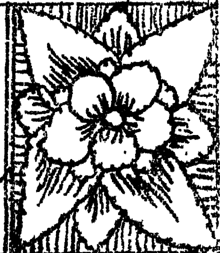
ناگاہ گرفتار ہوئے قہر و غضب میں | وا اژدہان ہوا بخت لپکنے لگا تو ڈنک



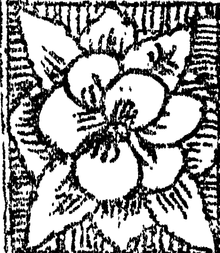
غفلت میں اجل آ گھڑی از خود ہی رفتہ
لے آئی قضا تا بہ فنا دست گرفتہ



ناگاہ قضا آ کے ہوئی ان کی گلا گیر | تدبیر و علاج اور دوا نے نہ کی تاثیر
تشخیص جہاں تک کی وہ الٹی ہوئی تدبیر | گیر خشم و غضب سطوت و شوکت کی تقدیر



وہ شوکت و حشمت ہے کہاں آج او بدخو
کاں ہیں جو گراتے تھے پسینے پہ لہو کو



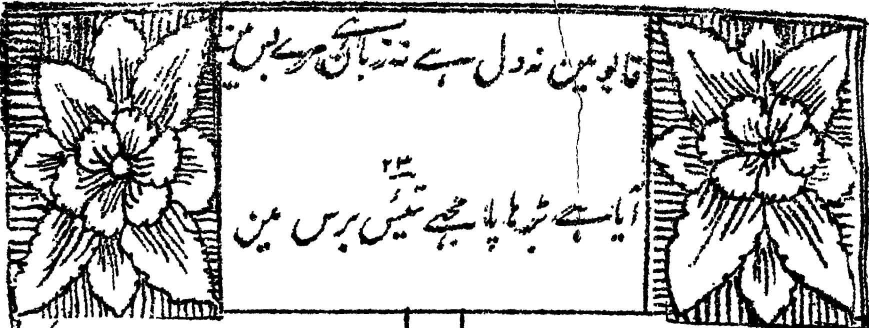
وہ جاہ و حشم اور وہ لشکر ہے کہاں آج | وہ تاج و نگین خلعت زر ہے کہاں آج
وہ ملک کدھر ہیں وہ مظفر ہے کہاں آج | کیا ہو گئی وہ شیشہ و ساغر ہے کہاں آج



کل مالک اقلیم تھا اور شاہ زمن کا
صد حیف کہ وہ آج ہے محتاج کفن کا



بس عالم تمثال سے اب لکھ چکا امثال | دکھلا دیا اس دہر پر آشوب کی سب چال
بس عالم تمثال میں میں بن گیا تمثال۔ | اللہ کرے خیر کہ ابتر ہے مرا حال



قابو مین نہ دل ہے نہ زبان ہے مرے بس مین
آیا ہے بڑہاپا مجھے تیئس برس مین

اندام مین رعشہ ہی لرزتا ہی سراپا
ڈہل ڈہل کے بہا جاتا ہی اب خون جگر کا

موںہہ بالاو سر گالا ذرا دیکہو تماشا
اکسان سب مجھے آیا ہے جوانی و بڑہاپا



اب شمسہ کچہہ جینے کے آثار نہین ہین
ظاہر ہے کہ یہ بچنے کے آثار نہین ہین

واسطی سنا باتے کہ یہ کتاب طبع ہوگئی مطبع عزیز دکن کی ہے لہذا مہر مطبع کی ثبت کیگئی

الحمد للہ والمنہ درین ایام فرخندہ کتاب لاجواب از تصنیف منیف طوطی شکرستان بلاغت و عندلیب گلستان فصاحت اعنی جناب معلی القاب بعد لو شفقت حسین عرف ابو المحاسن متخلص شمسی ادام اللہ فیضہ مسمی بریاض از اہتمام خادم العلما ناچیز جہان محمد علیخان ۔ در مطبع عزیز دکن واقع چہتہ نواب مختار الملک مرحوم مطبوع گردید

اطلاع کوئی صاحب بغیر اجازت مصنف کے قصد چہاپنے یا بیچنے کا نہ فرماوین